مولانا امین احسن اصلاحی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کے تراجم قرآن کا تقابل

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ
صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، جی۔سی یونیورسٹی، لاہور

قرآن مجید کا کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنا، اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی کے مطابق ''کلام الٰہی کا اصل دبدبہ ترجمے میں نہیں آ سکتا'' (۱) یہ اردو کے ایک مایہ ناز انشاء پرداز کا اعتراف ہے اردو اور انگریزی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے والے مولانا عبدالماجد دریابادی نے، اپنے انگریزی ترجمہ و تفسیر کے دیباچے کا آغاز اس جملے سے کیا ہے:

معروف مستشرق ایچ۔اے۔آر۔گب نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

" Of all great works the holy Qur,an is perhaps the least translatable"(2).

" The Quran is essentially untranslatable in the same way that great poetry in untranslatable".(3),

قرآن مجید کا دوسری زبانوں میں ترجمہ اس لیے ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمان مختلف زبانیں بولتے ہیں اور عجمی مسلمان سوائے چند علماء کے عربی زبان سے نابلد ہیں۔ ان کا قرآنی احکام پر عمل کے لیے اس ہدایت ربانی کو اپنی زبان میں سمجھنا ضروری ہے۔ اس لیے قرآن کریم کا ترجمہ دیگر زبانوں میں ناگزیر ہے۔

عالم اسلام کے عجمی علماء نے اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ اس لحاظ سے اردو ایک خوش قسمت زبان ہے کہ اس میں متعدد تراجم قرآن منصۂ شہود پر نمودار ہوئے اور اس میں کئی تفاسیر لکھی گئیں۔ اردو کے مترجمین کرام اور مفسرین عظام نے بلاشبہ قرآن کے پیغام کو اپنے ہم وطنوں میں عام کرنے کی سعی کی ہے۔ زیر نظر مضمون میں دو ایسی شخصیات کی قرآنی خدمت کا ایک جائزہ

پیش کیا جارہا ہے جو کئی لحاظ سے مماثل ہیں۔(۴)

اولاً: پیر محمد کرم شاہ الازہری اور مولانا امین احسن اصلاحی رحمہما اللہ تعالی دونوں معاصر ہیں ۔علامہ الازہری کا وصال ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء میں ہوا اور مولانا اصلاحی کی رحلت ان سے ایک برس قبل ۱۹۹۷ء میں ہوئی(۵)

ثانیاً: دونوں کا شمار برصغیر پاک وہند کے جید علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے عظیم اساتذہ سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی تھی۔مولانا اصلاحی مولانا حمید الدین فراہی (۱۸۶۲ء۔۱۹۳۰ء) کے شاگرد تھے(۶) جنہوں نے مجموعہ تفاسیر فراہی کے نام سے عربی زبان میں سورہ فاتحہ اور تیسویں پارے کی بارہ مختصر سور کی تفسیر لکھی تھی جس میں مقدمہ نظام القرآن بھی شامل تھا، بعد میں مولانا اصلاحی نے اس مجموعہ تفاسیر فراہی کو اردو کے قالب میں ڈھالا(۷) علامہ الازہری نے بھی اپنے عہد کے عظیم علماء کرام سے اکتساب فیض کیا اور مرادآباد جاکر صاحب خزائن العرفان سید نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا(۸) گویا دونوں حضرات مفسرین قرآن کے فیض یافتہ ہیں۔

ثالثاً: دونوں فاضل حضرات نے قرآن مجید کی اردو زبان میں تفسیر لکھی ہے۔علامہ الازہری کی بیس برس کی محنت شاقہ کا نتیجہ ضیاء القرآن ہے جس کی پانچ جلدیں ہیں۔انہوں نے یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ/ ۲۹ فروری ۱۹۶۰ء کی اس تفسیر کا آغاز کیا اور عظیم کام ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ/ ۲۳ اگست ۱۹۷۹ء کو مکمل ہوا(۹)۔مولانا اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبر القرآن ۱۹۵۸ء میں لکھنا شروع کی اور ۱۹۸۰ء میں اسے مکمل کی(۱۰) اس طرح یہ کام ان کی ۲۳ برس کے تدبر کا نتیجہ ہے۔

رابعاً: دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کا خود ترجمہ کیا۔دونوں کے تراجم بعد میں الگ الگ بھی شائع ہوئے۔پیر محمد کرم شاہ الازہری کا ''ترجمہ جمال القرآن'' کے نام سے(۱۱) اور مولانا امین احسن اصلاحی کا ترجمہ ''قرآن مجید ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی'' کے عنوان سے شائع ہوا(۱۲)

تاہم ان دونوں مترجمین ومفسرین میں کچھ تخصصات پائے جاتے ہیں جن کا جاننا از ضروری ہے تاکہ ان کے قرآنی تراجم کا تقابل کرنے میں آسانی رہے۔پیر محمد کرم شاہ الازہری ایک صوفی کامل تھے اور خانقاہ امیر السالکین کے صاحب سجادہ تھے جبکہ مولانا اصلاحی ایک زاہد خشک تھے اور تصوف سے

عملاً میلان نہیں رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ پیر صاحب نے مصر کی دو جامعات سے تعلیم حاصل کی تھی جبکہ مولانا اصلاحی جامعاتی تعلیم اور ماحول سے ناواقف تھے۔ (۱۳)

اب دونوں قرآنی تراجم کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ قرآن میں عربی الفاظ:

مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں قرآنی متن کا اردو ترجمہ کرتے وقت متعدد عربی الفاظ کا اردو ترجمہ نہیں کیا جس کے باعث عربی زبان سے ناواقف قاری کو ان کا ترجمہ پڑھتے وقت کئی مقامات پر دشواری پیش آتی ہے۔ خاص طور پر ان کا الگ چھپنے والا ترجمہ کم پڑھے لکھے شخص کے لیے ناقابل فہم ہے۔ اس لیے ناشر کو چاہیے کہ اس ترجمہ قرآن کے حواشی پر تفسیر تدبر قرآن سے ماخوذ مختصر حواشی کا اہتمام کرے۔ اس کے برعکس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن لکھتے وقت قرآنی متن کو خالص اردو کے قالب میں ڈھالا۔ اس لیے جب ان کا ترجمہ قرآن علیحدہ ''جمال القرآن'' کے عنوان سے چھپا تو قارئین کی ایک بڑی تعداد کو ایک خالص اردو ترجمہ میسر آ گیا جو تفسیر کے بغیر بھی قابل فہم ہے۔

اب چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع رحمان ورحیم کے نام سے (مولانا اصلاحی)

صاحب تدبر قرآن نے تسمیہ میں موجود دونوں صفاتی اسماء کا ترجمہ نہیں کیا۔ انہوں نے حواشی میں ان کا مفہوم واضح کیا ہے۔ لیکن پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [الفاتحہ: 1، 2]

شکر کا سزاوار حقیقی اللہ ہے کائنات کا رب رحمان اور رحیم (مولانا اصلاحی)

ان دو آیات کے ترجمہ میں درج ذیل نکات قابل غور ہیں:

(۱) رب، رحمٰن اور رحیم کا اردو زبان میں نہیں کیا گیا۔

(ب) العلمین دراصل عالم کی جمع ہے جس کے معانی جہان ہے۔ عالمین کا مطلب ''سارے جہانوں کا'' ہوں گے۔

(ج) الرحمن الرحیم میں دونوں اسماء الحسنی کے درمیان واؤ نہیں ہے لیکن اصلاحی صاحب نے ترجمہ میں دونوں درمیان ''اور'' لکھا ہے جو درست نہیں۔

صاحب ضیاء القرآن کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے، بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا''

(۳) مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا [4:46]

یہود میں ایک گروہ زبان کو توڑ مروڑ کر اور دین پر طعن کرتے ہوئے، الفاظ کو ان کے مواقع اور محل سے ہٹا دیتا ہے اور سمعنا وعصینا، اسمع غیر مسمع اور راعنا کہتا ہے اور اگر وہ سمعنا وطعنا، اسمع اور انظرنا کہتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کر دی ہے اسی وجہ سے وہ شاذ ہی ایمان لائیں گے (مولانا اصلاحی)

اس آیت مبارکہ میں مولانا امین اصلاحی نے ۹ قرآنی الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے صرف اردو جاننے والے کے لیے مولانا صاحب کا ترجمہ سمجھنا ناممکن ہے۔ اس کے برعکس صاحب ضیاء القرآن کا ترجمہ سمجھنا آسان ہے:

''کچھ لوگ جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں (اللہ کے کلام کو) اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور کہتے ہیں '' راعنا'' بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں اور اگر وہ (یوں) ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا اور (ہماری عرض) سنیے اور نگاہ (کرم) فرمایئے ہم پر، تو ہوتا بہت بہتر ان کے لیے اور بہت درست۔ لیکن (اپنی رحمت سے) دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے، پس نہیں ایمان لائیں

گے مگر تھوڑے سے'' (علامہ الازہری)

اسماء الحسنیٰ کے ترجمہ میں دونوں مترجمین کے ہاں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ علامہ الازہری اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء میں جو وسعت اور ابدیت محسوس کرتے ہیں، مولانا اصلاحی کے ہاں نظر نہیں آتی۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [9:102]

بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے (مولانا اصلاحی)

بیشک اللہ تعالیٰ ہمیشہ بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے (علامہ الازہری)

وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ [9:103]

اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (مولانا اصلاحی)

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (علامہ الازہری)

وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ [9:104]

اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (مولانا اصلاحی)

اور بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے (علامہ الازہری)

عصمت انبیاء وصالحین کا لحاظ:

مولانا امین احسن اصلاحی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنے تراجم میں اس کا خاص خیال رکھا ہے کہ کہیں کسی پیغمبر کی شان سے فروتر الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔ اپنے اپنے انداز میں دونوں مفسرین نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ چند آیات مع تراجم ملاحظہ ہوں:

وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ [12:24]

اور عورت نے تو اس کا قصد کر ہی لیا تھا، وہ بھی اس کا قصد کر لیتا اگر اس نے اپنے رب کی واضح نشانی نہ دیکھ لی ہوتی۔ ہم نے ایسا ہی کیا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں۔ بے شک وہ ہمارے برگذیدہ بندوں میں سے تھا۔ (مولانا اصلاحی)

اور اس عورت نے تو قصد کر لیا تھا ان کا اور وہ بھی قصد کرتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی (روشن) دلیل۔ یوں ہوا تا کہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔ بے شک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں۔ (علامہ الازہری)

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی [8:93]

اور جویائے راہ پایا تو راہ نہ دکھائی (مولانا اصلاحی)

اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچایا۔ (علامہ الازہری)

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا [1:48] لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا [2:48]

بے شک ہم نے تم کو ایک کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی کہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخشے، تم پر ہر اپنی نعمت تمام کرے، تمہارے لیے ایک بالکل سیدھی راہ کھول دے (مولانا اصلاحی)

صاحب ضیاء القرآن انبیاء کرام کو معصوم عن الخطاء مانتے ہیں انہوں نے حضور اکرم ﷺ پر صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہونے والی ان آیات مبارکہ کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تا کہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالی آپ پر جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے اور مکمل فرمادے اپنے انعام کو آپ پر اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر۔ (علامہ الازہری)

تاہم بعض آیات کے ترجمہ میں علامہ الازہری کے ہاں جس قدر احتیاط نظر آتی ہے وہ مولانا اصلاحی کے ہاں مفقود ہے۔ مثلاً سورہ یوسف میں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا گیا:

قَالُوْا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ [12:95]

لوگ بولے کہ خدا کی قسم! آپ ابھی تک اپنے پرانے خبط میں مبتلا ہے (مولانا اصلاحی)

گھر والوں نے کہا بخدا! (باباجی) آپ اپنی اس محبت میں مبتلا ہیں (علامہ الازہری)

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

قَالَ ھٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ [15:71]

اس نے کہا اگر تم کچھ کرنے پر تلے ہوئے ہی ہو تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں (مولانا اصلاحی)

آپ نے کہا یہ میری (قوم) کی بچیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (تو ان سے نکاح کرلو (علامہ الازہری)

نبی کریم ﷺ کا ادب واحترام:

اردو زبان کے تفسیری ادب میں تفسیر ضیاء القرآن کا یہ تخصص ہے کہ اس میں پہلی مرتبہ حضور اکرم نبی کریم ﷺ کے لیے ''آپ'' کی ضمیر کا ترجمہ میں استعمال کیا گیا۔ مولانا اصلاحی نے دیگر مترجمین کی ''تم'' یا ''تو'' کی ضمیر استعمال کی ہے۔

چند قرآنی آیات میں دونوں تراجم کا تقابل ملاحظہ فرمایئے:

(۱) اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ [1:108]

بے شک ہم نے تم کو کوثر بخشا (مولانا اصلاحی)

بے شک ہم نے آپ کو (جو عطا کیا) بے حساب عطا کیا (علامہ الازہری)

(۲) اَلَمۡ تَرَ کَيۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ [1:105]

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے خداوند نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا (مولانا اصلاحی)

کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کہ آپ رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا (علامہ الازہری)

(۳) قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [1:112]

کہہ دو: وہ اللہ سب سے الگ ہے (مولانا اصلاحی)

(اے حبیب) فرمادیجیے وہ اللہ ہے یکتا (علامہ الازہری)

قسمیہ کلمات کا ترجمہ:

مولانا امین احسن اصلاحی نے بعض قسمیہ کلمات کا ترجمہ جمہور علماء سے مختلف کیا ہے۔ ان کے استاذ مولانا حمید الدین فراہی نے عربی میں ''امعان فی اقسام القرآن'' کے عنوان سے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا مولانا اصلاحی نے اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ یہاں چند آیات درج کر کے مولانا امین احسن

اصلاحی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کا اردو ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے تا کہ دونوں کا موازنہ ہو سکے:

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ [1:86]

شاہد ہیں آسمان اور رات میں نمودار ہونے والے (مولانا اصلاحی)

قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی (علامہ الازہری)

وَالْفَجْرِ [1:89] وَلَيَالٍ عَشْرٍ [2:89]

شاہد ہے فجر! اور دس راتیں (مولانا اصلاحی)

قسم ہے اس صبح کی اور ان (مقدس) دس راتوں کی (علامہ الازہری)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا [1:91] وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا [2:91]

شاہد آفتاب اور اس کا چڑھنا اور چاند جب اس کے پیچھے لگے (مولانا اصلاحی)

شاہد آفتاب کی اور اس دھوپ کی اور قسم ہے مہتاب کی جب وہ (غروب) آفتاب کے بعد آئے (علامہ الازہری)

وَالْعَصْرِ [1:103]

زمانہ شاہد ہے (مولانا اصلاحی)

قسم ہے زمانہ (علامہ الازہری)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا [1:100]

گواہی دیتے ہیں ہانپتے دوڑنے والے گھوڑے (مولانا اصلاحی)

قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں (علامہ الازہری)

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ [1] وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ [2] وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ [3]

شاہد ہیں جبل تین اور کوہ زیتون اور طور سینین اور یہ پر امن سرزمین (مولانا اصلاحی)

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی (علامہ الازہری)

ایک جیسی آیات کے معانی کا مسئلہ:

صاحب ضیاء القرآن نے ایک جیسی آیات یا آیات کے ٹکڑوں کا ترجمہ ایک جیسا کیا ہے لیکن مولانا

امین احسن اصلاحی نے نظم قرآن کے باعث ایک جیسی آیات مبارکہ یا آیات کے حصول کا مختلف مقامات پر مختلف ترجمہ کیا ہے جو قاری کو کھٹکتا ہے۔ مثلاً سورہ رحمٰن میں مندرجہ ذیل آیت کریمہ ۳۱ مرتبہ دہرائی گئی ہے:

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ [55:13]

پس (اے انس و جاں) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (علامہ الازہری)

لیکن مولانا اصلاحی نے اس آیت مبارکہ کے متعدد تراجم کیے ہیں۔

(تو اے جنو اور انسانو!) تم اپنے رب کی کن کن عنایتوں کو جھٹلاؤ گے

تو تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن شانوں کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن عظمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن اختیارات کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن عنایتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے یا ان کی تکذیب کرو گے؟

تو تم اپنے رب کی کن کن افضال کی تکذیب کرو گے؟

تو تم اپنے رب کی کتنی نوازشوں کو جھٹلاؤ گے؟

تو تم اپنے رب کے کتنے احسانات کو جھٹلاؤ گے؟

دراصل مولانا اصلاحی ربط آیات اور نظم قرآن کی غرض سے ایک ہی آیت مبارکہ کا مختلف انداز میں ترجمہ کیا ہے۔

تراجم کا ادبی مقام:

ابتدائی دور میں لکھے گئے قرآن کریم کے تراجم اس عہد کی ادق زبان میں تھے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جس طرح اردو زبان نے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے عوامی زبان کی روپ اختیار کیا تو بعض نامور ادیبوں نے قرآن پاک کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کا بیڑا اٹھایا، ان میں سیّد ابوالاعلیٰؒ اور مولانا

ابوالکلام آزادؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ان کے بعد پیر محمد کرم شاہ الازہری جیسے نابغۂ روزگار نے قرآن مجید کا ترجمہ کرتے وقت اردو زبان کی دلکشی اور سلاست کو بھی مدنظر رکھا۔لیکن یو۔پی سے پاکستان ہجرت کر کے آنے والے مولانا اصلاحی کی زبان میں پنجاب کے ایک دورافتادہ اور پس ماندہ قصبے کے باسی علامہ الازہریؒ کی سی روانی نہیں پائی جاتی۔چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ [1:111]

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور خود (بھی) ڈھے گیا (مولانا اصلاحی)

ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا (علامہ الازہری)

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ [8:101] فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ [9:101]

اور جس کے پلے ہلکے تو اس کا ٹھکانہ کھڈ ہوگا (مولانا اصلاحی)

اور جس کے (نیکیوں) کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا (علامہ الازہری)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ [4:94]

اور تمہارا آوازہ تمہارے لیے بلند کیا (مولانا اصلاحی)

اور ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو (علامہ الازہری)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ [2:96]

پیدا کیا انسان کو خون کے تھکے سے (مولانا اصلاحی)

پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے (علامہ الازہری)

پیر محمد کرم الازہری کے ترجمۂ قرآن سے جب کوئی مصنف یا محقق ترجمہ نقل کرتا ہے تو وہ مکمل طور پر بامحاورہ نہیں ہوتا لیکن کسی بھی آیت مبارکہ کے اردو ترجمہ میں الفاظ کی ترتیب بدلنے سے خوبصورت جملہ بن جاتا ہے۔اگر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ایک ایسا ترجمہ بھی شائع کر دے جس میں پیر صاحب کے ہی ترجمہ پر انحصار کرتے ہوئے جملوں کی ترتیب بدل دی جائے تو اس کی بڑی افادیت ہوگی۔کیونکہ درسی کتب میں بامحاورہ ترجمہ دیا جاتا ہے اس طرح درسی کتب کے مؤلفین اور محققین ان کا ترجمہ لے سکیں گے۔